مہر کی ادائیگی میں توجہ طلب مسائل
(تفسیر تبیان القرآن کے حوالے کے ساتھ)

ڈاکٹر محمد اشفاق
اسسٹنٹ پروفیسر، محی الدین اسلامک یونیورسٹی (آزاد کشمیر)

Abstract:

The article is composed on the topic: Importance of Dower justification of some Concerning Issues in Contemporary Era.In which the importance of Dower in marriage and relevant issues are identified. The article contains jurisprudential views of Hanafi Scholars about dower in the light of Tafseer Tibyan ul Quran.Some people show less importance in dower a djustment Today the couple marry without any adjustment of dower. They don't pay this loan to their wives according to orders of Allah Almighty. Likely,some people fix the quantity of dower less than prescribed sum in Sharia. While some people adjust a great sum of Dower which is not payed due to financial crisis of a husband. Also, the people should know that sum of dower should be handed over the wife. As,it should be also known that sum of dower may be excused by the wife. In the article,it is declared that sum of Dower is a compulsory gift for the wife.It should be considered a marital obligation.The most important issues of dower,like marriage contract without fixation of Dower, minimum and maximum sum of Dower,who is entitled for Dower; wife or her beneficiaries, excuse of Dower by wife, and some other relevant issues are here by discussed in the Particularly, payment of Dower is defined,as a religious obligation.All the above metioned Issues have been solved in the light of the Holy Quran and Sunnah and all the views have been justified and analyzed according to the casuistry of great jurespenda

. دینِ اسلام نے ہمیں ایک مکمل معاشرتی نظام عطا کیا ہے جس میں انسانوں کے لیے مکمل ہدایات موجود ہیں۔ معاشرتی نظام کی اکائی ایک خاندان ہے اور خاندان کے بنیادی ارکان میاں اور بیوی ہیں جب کہ میاں بیوی کا رشتہ نکاح کی صورت میں وجود میں آتا ہے۔ایک مسلمان کو نکاح کے احکامات کا بھی علم ہونا چاہیے۔عقد نکاح کے ذریعے میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق وفرائض ادا کرنے کے پابند ہوجاتے ہیں۔ان حقوق وفرائض میں سے ایک مہر کی ادائیگی بھی ہے۔ جو عورت کا حق اور مرد کا فرض ہے۔اگرچہ بعض لوگوں کو مہر کی اہمیت اور ضرورت کا احساس ہوتا ہے جب کہ بعض لوگ مہر کی رقم مقرر تو کر لیتے ہیں مگر اسے ادا نہیں کرتے حتیٰ کہ موت آجاتی ہے بعض دنیا کو دکھانے کے لیے ایک بڑی رقم بطور مہر مقرر کرتے ہیں مگر ان کا ارادہ ادا کرنے کا نہیں ہوتا۔اسی طرح بعض لوگ اپنی بیویوں سے مہر معاف کرانے کے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔مقالہ ہذا میں ایسے ہی امور پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کا حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔مقالہ کے آخر میں نتائج اور چند سفارشات بھی پیش ہیں۔

مہر کی تعریف

''الـصَّـدقۃُ والـصَّـدُقۃُ والـصُّـدُقـۃُ والصدقۃ بالضم والتسکین الدال،والصدقۃ والصداق:مھرالمراۃ.... فی قولہ تعالی : واتواالنساء صدقتھن نحلہ:الصدقات جمع الصدقۃ .... وفی حدیث عمر رضی اللہ تعالی عنہ :لاتغالوافی الصدقات :ھی جمع صدقۃ وھو مھر المراۃ'' [1]

''صدقہ (دال کے ضمہ یا سکون کے ساتھ) اسی طرح صداق (صاد کے فتحہ یا کسرہ کے ساتھ) عورت کے مہر کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کردو'' میں صدقات صدقہ کی جمع ہے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدقات میں غلو نہ کرو۔یہاں صدقات صدقہ کی جمع ہے اور وہ عورت کا مہر ہے۔'' ''صداق المراۃ وھو مایدافعہ الزوج الی زوجتہ بعقد الزواج '' [2] ترجمہ:''عورت کا مہر وہ چیز ہے جو مرد عقد نکاح کے بدلے اپنی زوجہ کو دیتا ہے۔''

مہر کی اہمیت

درج بالا تعریفات سے مہر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔جس کا ادا کرنا مرد پر واجب ہے کیوں کہ نکاح کے بعد اسی کے ذریعے ہی شوہر بیوی سے انتفاع کا حقدار ٹھہرتا ہے۔مہر کا وجود زمانہ جاہلیت میں بھی رہا ہے۔زمانہ جاہلیت میں اس کے بغیر بھی نکاح قائم کر لیے جاتے تھے اور بعض اوقات یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح کرتے وقت انھیں مہر سے محروم رکھا جاتا تھا۔چنانچہ قرآن مجید نے اس ناانصافی کا تذکرہ فرمایا ہے:''ویستفتونک فی النساء ط قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتٰب فی یتٰمی النساء التی لاتؤتونھن ماکتب لھن وترغبون ان

تنکحوھن ''۳؎ ''اورتم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمھیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انھیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انھیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو۔''۴؎

سورۃ النساء کی ابتدائی آیات میں بھی ایسا ہی حکم بیان فرمایا گیا ہے:"**و ان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع ج فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم** "۵؎ ''اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرسکو گے تو تمھیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے، پس اگر تمھیں یہ خدشہ ہو کہ تم (ان میں) عدل نہ کرسکو گے تو ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ کنیزوں سے استمتاع کرو۔'' ۶؎

قرآن مجید کی ان آیات بینات کے مضمون سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب یتیم بچیوں کے ساتھ مہر کی ادائیگی کے حوالہ سے بے انصافی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ جس سے شریعت نے انھیں روک دیا۔ یتیم بچیوں کے ساتھ ناانصافی کی سب سے بڑی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ ان کے والد یا حقیقی سرپرست کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان کے وارث اور سرپرست ان کے ساتھ بے رحمی اور بے انصافی کا معاملہ کرتے، خصوصاً اس وقت کہ جب وہ خود ایک یتیم لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے اور اس کا مہر مقرر نہ کرتے اور اس یتیم لڑکی کے لیے مہر کے تقرر کو غیر ضروری سمجھتے۔

مہر کا حکم:

مہر کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے، یقیناً اس میں کئی فوائد پوشیدہ ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے عورت کی دل جوئی اور تالیفِ قلب ۷؎ ہوتی ہے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: ''**فالمھر ممن ...فیہ احتمالتان أحدھما : انہ عطیۃ من الزوج ، وذلک لان الزوج لایملک بدلہ شیًا لان البضع فی ملک المراۃ بعدالنکاح کھوقبلہ ، فالزوج اعطاھا المھر ولم یاخذ منھا عوضا یملکہ ،فکان فی معنی النحلۃ التی لیس بازائھا بدل،وانما الذی یستحقہ الزوج منھا بعدالعقد ھو الاستباحۃ لاالملک ،وقال اخرون ان اللہ تعالی جعل منافع النکاح من قضاء الشھوۃ والتوالد مشترکا بین الزوجین ،ثم امرالزوج بان یؤتی الزوجۃ المھر فکان ذلک عطیۃ من اللہ ابتداء**'' ۸؎ ترجمہ: ''مہر عطیہ ہے مگر کس کی طرف سے، اس میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ خاوند کی طرف سے عطیہ ہے، اور یہ اس لیے کہ خاوند بدلے میں کسی شے کا مالک نہیں ہوتا۔ کیونکہ بضع (شرم گاہ) کی مالک پہلے بھی عورت تھی اور اب بھی وہی ہے۔ چنانچہ خاوند نے عورت کو مہر عطا کیا اور اس کے عوض کوئی بدلہ نہیں لیا جس کا وہ مالک ہو۔ چنانچہ اس صورت میں نحلہ کا معنی یہ ہے کہ جس کے

بدلے میں کوئی چیز نہ ہو اور جس چیز کا خاوند حقدار ہے وہ شرم گاہ کا اس پر حلال ہونا ہے نہ کہ اس کا مالک بننا۔ جبکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قضائے شہوت اور تناسل کے لیے جو نکاح میں منافع رکھے ہیں وہ مرد وزن دونوں میں مشترک ہیں۔ پھر زوج کو مہر ادا کرنے کا حکم دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے جو نکاح کے آغاز میں رکھا گیا ہے۔''

قرآن مجید میں مہر مقرر کرنے اور اسے خوش دلی سے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''**و اتوا النساء صدقتهن النحلة فان طبن لكم عن شئ منه نفسا فكلوه هنيًا مريًا**'' ۹؎ ''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اس میں سے تمھیں کچھ دیں تو اسے مزے مزے سے کھاؤ۔'' ۱۰؎

علامہ غلام رسول سعیدی درج بالا آیت میں موجود لفظ ''نحلہ'' کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''سورہ نساء کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ بیویوں کے ساتھ عدل اور انصاف کرو اور عدل وانصاف میں ان کے حقوق کی ادائیگی میں ان کا مہر ادا کرنا بھی ہے۔ اس لیے اس آیت میں فرمایا: ''اور عورتوں کو ان کے مہر نحلہ (خوشی) سے ادا کرو''نحلہ کا معنی شریعت اور فریضہ بھی ہیں اور ہبہ اور عطیہ بھی ہیں۔ پہلی صورت میں اس آیت کا معنی ہے کہ عورتوں کو ان کے مہر از روئے شریعت اور بہ طور فرض ادا کرو، یعنی اللہ تعالیٰ نے مہر کو ادا کرنا تم پر فرض کر دیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب عورتوں سے بغیر مہر کے نکاح کرتے تھے اور دوسری صورت میں اس آیت کا معنی ہے: 'عورتوں کو ان کا مہر ادا کرو۔'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورتوں کے لیے عطیہ ہے۔ نحل کا معنی کسی کام کو خوشی سے کرنا بھی ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہے کہ عورتوں کو ان کے مہر (عطیہ، ہدیہ) خوشی سے ادا کرو اور اس کی ادائیگی میں دل تنگ نہ کرو۔'' ۱۱؎

سورہ نساء میں مہر کی ادائیگی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''**و احل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسفحين فمااستمعتم به منهن فاتوا هن اجورهن فريضة**'' ۱۲؎

''تمہارے لیے وہ سب عورتیں حلال کی گئی ہیں جو ان محرمات کے علاوہ ہیں تم اپنے مال کے عوض ان کو طلب کرو درآں حالانکہ تم ان سے نکاح کرنے والے ہو نہ کہ ان سے زنا کرنے والے، پھر جن عورتوں سے (بذریعہ) نکاح تم فائدہ اٹھا چکے ہو تو ان کا مہر ان کو ادا کر دو۔'' ۱۳؎

درج بالا آیہ مبارکہ میں مہر کے عوض عورتوں کو طلب کرنے یعنی ان سے نکاح کرنے کی ترغیب کی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ تاکید بھی کر دی گئی ہے کہ ان عورتوں کو ان کے اجر ادا کر دو، یہاں مہر کو اجر بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ الاحزاب میں مہر کی فرضیت کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے: ''**قد علمنا ما فرضنا عليهم فى ازواجهم**'' ۱۴؎ ''ہم جانتے ہیں ہم نے جو (مہر وغیرہ) مسلمانوں کی بیویوں کے متعلق ان پر فرض کیا ہے۔'' ۱۵؎

قرآن مجید میں مہر کے بار بار ذکر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شادی کے مقدس بندھن میں لڑکی کی خوشی اور

تالیفِ قلب کو بہت ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ لڑکی اپنے والدین یا سرپرستوں کے زیرِ پرورش ہوتی ہے۔ان کے ساتھ ایک طویل زمانہ گزارنے کے بعد جدائی کے لمحات اس کے لیے نہایت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔اسی طرح ایک نئے گھر میں قدم رکھنا اور پھر ایک مرد کے ساتھ اپنی نئی زندگی کا آغاز یقیناً مشکل مرحلہ ہے۔ایسے وقت میں جب شوہر اپنی بے پناہ محبتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دلہن کو مہر پیش کرے تو یقیناً اسے یک گونہ خوشی ہوگی اور اس کی ادائیگی اور اجنبیت میں کمی واقع ہوگی۔ بہرحال مہر کے تقرر میں صرف یہی فلسفہ نہیں بلکہ اور بھی فوائد مضمر ہیں۔ چناں چہ یہی وجہ ہے کہ ایک یتیم عورت کا سرپرست جب اس بچی کی پرورش کرتا ہے تو یہ اس کا احسان اور بھلائی ہے لیکن اس احسان کے باوجود اگر وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو اسے یتیم لڑکی کا مہر ادا کرنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔

اسی طرح اگر ہم غور کریں کہ مہر کی رقم اتنی زیادہ بھی نہیں ہوتی کہ ساری زندگی عورت کا صرف اسی پر گزارا ہو۔ عموماً یہ رقم کچھ عرصہ کے بعد صرف ہوجاتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کی ادائیگی کی تاکید بہت زیادہ کی گئی ہے۔جس سے مہر کا یہ فلسفہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا اپنے والدین سے جدائی کا غم اور ایک نئے گھر میں قدم رکھنے میں جو اجنبیت اور اداس پن ہے۔وہ اس ہدیہ کے ذریعے کم ہوجائے اور عورت کا دل مرد سے ملاقات کے وقت ''پرمسرت'' ہو، بہرحال مہر میں دیگر فوائد اور حکمتیں بھی مضمر ہیں۔آیت کے آخر میں ''علیما حکیما'' کے الفاظ غالباً اسی طرف مشیر ہیں۔

مہر کی عدم ادائیگی پر وعید:

تاریخی روایات میں مہر کی ادائیگی پر تاکید اور عدم ادائیگی پر وعید موجود ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت (**وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء (النساء/۳)**) کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک یتیم لڑکی اپنے سرپرست کے زیرِ پرورش ہوتی تھی۔ وہ اس کے حسن اور اس کے مال کی وجہ سے اس کی طرف راغب ہوتا تھا اور اس جیسی لڑکیوں کے مہر سے کم مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا توان کو ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے سے منع کردیا گیا ماسوا اس کے کہ وہ ان کا پورا پورا مہر مقرر کریں، ورنہ وہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرلیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت (**ویستفتونک..... الخ.....**) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمادی۔''[۱۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بتایا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور حسین ہو اور اس کے ولی اس کے ساتھ نکاح میں راغب ہوں اور اس کو پورا پورا مہر نہ دیں اور جب اس کے حسن اور مال میں رغبت کریں تو اس سے نکاح کرنا ان کے لیے صرف اس صورت میں جائز ہے جب وہ اس کو پورا پورا مہر دیں اور اس کا

حق نہ ماریں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب فرمان کے مطابق اس آیت کے شان نزول سے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک عورت کے مہر کی بہت بڑی اہمیت ہے کہ وہ وارث یا سرپرست جس نے اس یتیم کی پرورش کر کے اس پر ایک طرح سے احسان کیا لیکن اگر وہ مہر کی رقم ادا نہ کرے تو اسے اس یتیم لڑکی سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے حقوق کی کس قدر پاسداری کی ہے۔

بخاری کی روایت کردہ حسب ذیل حدیث سے بھی مہر کی ادائیگی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے: ''**عن انس رضی الله عنه: ان النبی صلی الله علیه وسلم رای علی عبد الرحمن بن عوف اثر صفرة قال ما هذا؟قال انی تزوجت امراة علی وزن نواة من ذهب قال بارک الله لک اولم ولو بشاة**''۷۱ ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے ان کا کتنا مہر مقرر کیا؟ انہوں نے کہا ایک گٹھلی کے برابر سونا آپ نے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک بکری سے۔''

مہر کی عدم ادائیگی کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ امام احمد بن حنبل مسند میں روایت کرتے ہیں: ''**سمعت صهیب بن سنان یحدث قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما رجل اصدق امراة صداقا والله یعلم انه لا یرید ادائه الیها، فغرها بالله واستحل فرجها بالباطل لقی الله یوم یلقاه وهو زان، وایما رجل ادان من رجل دینا، والله یعلم انه لا یرید اداء ه الیه، فغره بالله واستحل ماله بالباطل،لقی الله عز وجل یوم یلقاه وهو سارق**'' ۸۱ ''ترجمہ: حضرت سہیل بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی عورت کا مہر مقرر کیا اور اللہ کو علم ہے کہ اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہیں۔ اس شخص نے اس عورت کو دھوکا دے کر اس کی شرم گاہ کو حلال کرلیا، قیامت کے دن وہ اللہ سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا اور جس شخص نے کسی شخص سے قرض لیا اور اللہ کو علم ہے کہ اس کا ارادہ اس قرض کو واپس کرنے کا نہ تھا، بہ خدا اس نے اس شخص کو دھوکا دیا اور باطل کے عوض اس کے مال کو حلال کرلیا وہ قیامت کے دن اللہ سے چور ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔''

قرآن مجید و تاریخی روایات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ نکاح میں مہر کا تقرر لازمی ہے اور شریعت کو مطلوب ہے اس لیے فقہا اسلام کے نزدیک نکاح میں مہر کا تقرر و تعین واجب ہوتا ہے۔ اگر مہر کا تقرر عقد نکاح میں نہ بھی کیا جائے تب بھی مہر مثل (عرف اور خاندانی رواج کے مطابق) دینا واجب ہوگا لہٰذا مہر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مسنون

طریقہ کے مطابق عقد نکاح میں مہر کا ذکر کرنا افضل ہے۔ اگر چہ اس کے بغیر نفس نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن بعد میں مہر کا تقرر اور ادائیگی بہر حال واجب ہے اور اس کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں یہ قرض کے طور پر باقی رہے گا، اس لیے عقد نکاح میں اس کی وضاحت ضروری ہے۔

مہر کے تقرر میں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چوں کہ مہر کا تقرر اور تعین نکاح میں واجب ہے اور اس کی شرعی حیثیت اور احکام مسلمہ ہیں۔ البتہ اس کی مقدار میں فقہا کے مذاہب مختلف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ازواج مطہرات کو مہر دیا ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بیٹیوں کے مہر کا ذکر کیا ہے۔ تبیان القرآن میں صحیح مسلم کی روایت ازواج وبنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت یہ بیان کی گئی ہے: ''**عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه قال سالت عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم کم کان صداق رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت کان صداقه لازواجه ثنتی عشرة اوقیة ونشا،قالت اتدری ما النش؟ قال :قلت لا، قالت نصف اوقیة، فتلک خمس مائة درهم ، فهذا صداق رسول الله صلی الله علیه وسلم لازواجه** ۱۹: ''ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا مہر مقرر کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کی ازواج کا مہر بارہ اوقیہ ہوتا تھا اور نش ہوتا تھا اور تم جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا نصف اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تو یہ پانچ سو درہم ہو گئے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا مہر تھا۔'' ۲۰

یہ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے مہر کا ذکر تھا جب کہ وہ مہر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا مقرر کیا ہے، اس کا تذکرہ جامع ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: ''**عن ابی العجفاء السلمی قال قال عمر بن الخطاب: الا لا تغالو ا صدقة النساء ، فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا او تقوی عند الله لکان اولاکم بها نبی الله صلی الله علیه وسلم،ما علمت رسول الله صلی الله علیه وسلم نکح شیئا من نساء ه ولا انکح شیئا من بناته علی اکثر من ثنتی عشرة اوقیة .هذا حدیث حسن صحیح**'' ۲۱: ''ابوالعجفاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا سنو عورتوں کا مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو کیونکہ اگر اس کام کی دنیا میں کوئی عزت ہوتی یا اللہ کے نزدیک اس میں تقوی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ لائق تھے کہ آپ مہر میں غلو کرتے اور میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ یا اپنی کسی صاحبزادی کا بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں کیا۔'' ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم کے برابر

ہیں۔علامہ سعیدی لکھتے ہیں: ''حضرت عائشہ نے پانچ سو درہم کا ذکر کیا ہے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول گویا تقریباً ہے۔نیز حضرت ام حبیبہ کا مہر جو چار ہزار درہم تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہیں کیا تھا بلکہ نجاشی نے مقرر کیا تھا اس لیے ان حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اور آپ کی صاحبزادیوں کے مہر کا نقشہ:

اسمائے گرامی	مقدار درہم	مقدار گرام	مقدار تولہ	مقدار روپیہ
ام حبیبہؓ	۴۰۰۰	۱۴۴۷۲	۱۰۵۲	۹۹۴۸۰۵.۲۸
ام سلمہؓ	۱۰	۳۰.۶۱۸	۲تولہ ۲/۱ ۷ماشہ	۲۱۰۴.۶۸
دیگر ازواج مطہراتؓ	۵۰۰	۱۵۳۰.۹۰	۱۳۱.۵	۱۰۵۳۴.۰۶
فاطمہ بنت محمد رسول اللہ	۴۰۰	۱۲۲۴.۷۲	۱۰۵	۸۴۱۸۷۔۲۵۲
دیگر صاحبزادیاں	۴۸۰	۱۴۶۹:۶۶۴	۱۲۶	۱۰۱۰۲۴.۷

۲۲:

دس درہم ۶۱۸ء۳۰ گرام چاندی اور دوسو درہم ۶ ۳ ۶۱۲ء گرام چاندی کے برابر ہے۔پاکستانی روپے میں مہر کی مذکورہ بالا مقدار چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق ہے۔یعنی مورخہ ۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء کو چاندی کے ایک تولہ کی قیمت ۶۸.۷۴ روپے تھی۔اس کے مطابق یہ مقدار متعین کی گئی ہے۔مذکورہ بالا مہر کے بیان میں مسنون مہر کی مقدار واضح ہے، اس مہر کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، جبکہ زیادہ کی حد مقرر نہیں کی گئی۔اسی طرح حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مہر کا تذکرہ بھی آیا ہے جو چار سو درہم پر مشتمل ہے۔ہمارے معاشرے میں بعض لوگ اپنے قیاس سے مہر فاطمی بتیس روپے آٹھ آنے قرار دیتے ہیں اور یہی مسنون سمجھتے ہیں اور اپنی بچیوں کے نکاح میں بعض اوقات اسی مقدار کو مقرر کرتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔مہر کی مسنون مقدار ہمارے سامنے موجود ہے۔جو احادیث سے ثابت ہے۔لہٰذا اسی کو مدِ نظر رکھ کر ہمیں اپنی خواتین کے مہر کا تعین کرنا چاہیے۔

فقہ حنفی میں مہر کی مقدار

علامہ ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں لکھا ہے:''**واختلف الفقهاء فی مقدار المهر فروی عن علی رضی الله عنه انه قال لا مهر اقل من عشرة دراهم وهو قول الشعبی و ابراهیم فی آخرین من التابعین وقول ابی حنیفة و ابی یوسف ومحمد و زفر والحسن بن زیاد۔**'' ۲۳: ''مہر کی مقدار میں فقہا کا اختلاف ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔یہی قول متاخرین تابعین میں سے امام شعبی، ابراہیم کا ہے اور یہی موقف امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، زفر اور حسن بن زیاد کا ہے۔''

المبسوط میں ہے: ''**وحجتنا فی ذلک حدیث جابر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الا لا یزوج النساء الاالاولیاء ولایزوجن الا الاکفاء ولا مهر اقل من عشرة دراهم الخ**''

۲۴: ''ہمارے (احناف کے) نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سنو عورتوں کے نکاح صرف ان کے اولیاء (سرپرست) کریں اور ان کا نکاح صرف ان کے کفو (خاندان) میں کیا جائے اور کوئی مہر دس درہم سے کم نہ رکھا جائے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے اور دس درہم سے کم مہر نہ رکھا جائے۔'' ۲۵:

اور جن احادیث میں دس درہم سے کم مہر کا ذکر ہے۔ وہ تمام احادیث مہر معجّل پر محمول ہیں تا کہ احادیث میں تطبیق ہو کیونکہ عرب کی عادت تھی کہ وہ مہر کا کچھ حصہ صحبت سے پہلے دیا کرتے تھے حتیٰ کہ فقہا تابعین نے یہ کہا ہے کہ جب تک عورت کو کوئی چیز پہلے نہ دے دے اس وقت تک صحبت نہ کرے۔ یہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نیز امام زہری اور قتادہ سے منقول ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ کچھ دینے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو صحبت سے منع فرمایا تھا: ''**ان علیا لما تزوج فاطمه بنت رسول الله واراد ان یدخل بها فمنعه رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی یعطیها شیئا،فقال یا رسول الله لیس لی شیء فقال النبی صلی الله علیه وسلم اعطها درعک فاعطها درعه ثم دخل بها**'' ۲۶: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حضرت علی نے ان کے ساتھ صحبت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو منع فرمایا حتیٰ کہ وہ ان کو کوئی چیز دے دیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ان کو اپنی زرہ دے دو تو آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زرہ دے دی پھر ان کے ساتھ مقاربت کی۔''

اور یہ معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم چاندی تھا، پسندیدہ امر یہ ہے کہ ''مقاربت'' سے پہلے کچھ دے دیا جائے اور بغیر دیئے بھی صحبت جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے: ''**عن عائشه قالت امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ادخل امرة علی زوجها قبل ان یعطیها شیئا**'' ۲۷: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حکم دیا کہ میں ایک عورت کو اس کے خاوند کے کچھ دینے سے پہلے اس کے پاس بھیج دوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو صحبت سے پہلے کچھ دینا مستحب ہے تا کہ عورت ملاقات کے وقت خوش ہو اور اس کی تالیف قلب ہو اور جب یہ امر معروف ہے تو دس درہم سے کم مہر کی جو احادیث ہیں وہ مہر معجّل پر ہی محمول ہیں تا کہ

احادیث میں تطبیق ہو۔ الغرض مذکورہ بالا احادیث سے مہر کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے موقع پر اس کی تاکید کی۔ چناں چہ یہ نکاح میں واجب کے حکم میں ہے۔ البتہ بیوی سے صحبت کے لیے اس کا پہلے ادا کرنا شرط نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ بیوی مشروط کر دے تو پھر پہلے ادا کرنا ضروری ہوگا۔

مہر کے تقرر کے بعد کمی بیشی کا جواز

اگر کوئی شخص ایک مخصوص مقدار میں مہر کی رقم معین کرتا ہے لیکن بعد میں اس کے لیے یہ رقم پوری کرنا مشکل ہو جاتی ہے تو کیا وہ اس مقدار کو کم کرا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں اس مقدار میں کمی یا زیادتی ممکن ہے۔ قرآن میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ ارشاد فرمایا: ''**ولا جناح علیکم فیماتراضیتم به من بعد الفریضة ان الله کان علیما حکیما** ''۲۸: '' اور مہر مقرر کرنے کے بعد تم جس (کمی بیشی) پر باہم راضی ہو گئے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔''۲۹:

مہر معاف کروانا

اسی طرح سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مہر معاف کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے مہر معاف بھی ہو سکتا ہے اور اس کا بعض حصہ کم بھی کرایا جا سکتا ہے تاہم مہر جس کا حق ہے۔ اس میں اس کی رضامندی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''**وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فریضة فنصف ما فرضتم الا ان یعفون اویعفو الذی بیده عقدة النکاح وان تعفوا اقرب للتقوی ولا تنسواالفضل بینکم ان لله بما تعملون بصیر** ''۳۰: ''اور اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دی در آں حالاں کہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے تھے تو تمہارے مقرر کیے ہوئے مہر کا نصف ہے۔ البتہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ وہ کچھ زیادہ دے دے اور تمھارا زیادہ ادا کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور تم ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنے کو فراموش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔''۳۱: جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ مرد ہے۔ تو مرد کا عفو یہ ہے کہ وہ عورت کو مہر پورا دے دے جب کہ عورت کا عفو یہ ہے کہ وہ ایسی صورت میں مہر نہ لے۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''**فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا** ''۳۲: پھر اگر وہ اپنی خوشی سے اس مہر میں سے تمہیں کچھ دیں تو اس کو مزے مزے سے کھاؤ۔''۳۳:

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مہر کی معافی صرف عورت کی رضامندی سے ہو سکتی ہے اور مہر کا کچھ حصہ جب عورت معاف کر دے یا اس میں سے کچھ مرد کو ہبہ کر دے تو اسے کھانے میں اور استعمال کرنے میں حرج نہیں ہے۔

مہر کے بغیر نکاح

عقد نکاح میں اگر مہر کا تذکرہ نہ کیا جائے اور مہر کے تعین کے بغیر نکاح کر دیا جائے تو ایسی صورت میں نکاح ہو جاتا ہے مگر مہر مثل دینا واجب ہے۔قرآن مجید میں ہے"**احل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم**"۳۴؎" تمہارے لیے وہ سب عورتیں حلال کی گئی ہیں جو ان محرمات کے علاوہ ہیں تم اپنے مال کے عوض ان کو طلب کرو۔"۳۵؎ لہٰذا بغیر مہر کے نکاح درست نہیں جب کہ احناف کے نزدیک مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مہر کی زیادہ سے زیادہ حد

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی حد نہیں ہے لیکن جو بھی مقرر کیا جائے ،اسے ادا کرنا واجب ہے۔اس لیے اسی قدر مہر مقرر کیا جائے، جسے مرد آسانی کے ساتھ ادا کر سکے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے مروی روایت ہے:**عن مسروق قال:رکب عمر بن الخطاب منبر رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال: ایهاالناس،ما اکثارکم فی صدوق النساء الخ** "۳۶؎"حضرت مسروق رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:اے لوگو!تم عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کرو کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب تقریباً چار سو درہم تک مہر مقرر کرتے تھے۔اگر اس مہر میں زیادتی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ یا نیکی کی بات ہوتی تو تم ان کا مقابلہ نہ کر سکتے۔پھر ایک خاتون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو توجہ دلائی کہ اے عمر!کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔آپ نے پوچھا۔اس میں کیا حکم آیا ہے؟تو اس خاتون نے آیت قرآن کی تلاوت کی۔جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی ازواج میں سے کسی کو تبدیل کرنا چاہو اور پہلی بیوی کو اگر ڈھیروں مال بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔"

اس میں یہ واضح ہے کہ بیوی کو ڈھیروں مال بھی دیا جا سکتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے پھر لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا کہ سب لوگ عمر سے زیادہ قرآن کو سمجھنے والے ہیں۔میں نے تمہیں اس کام سے روکا تھا بہر حال جو کوئی مہر میں اضافہ کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے۔**البتہ** اگر کوئی مرد کسی خاتون کے ساتھ نکاح کی خاطر بہت بڑے مہر کا وعدہ کرتا ہے مگر اس کا ارادہ دینے کا نہیں ہے، صرف اس عورت کے ساتھ دھوکہ وہی کے ذریعے نکاح کرنا ہے تو ایسے شخص کے لیے بہت بڑی وعید ہے،وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں زانی کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔جیسا کہ ماقبل احادیث سے واضح ہو چکا ہے۔

نتائج:

مذکورہ بحث کے درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

۱۔نکاح میں مہر کا تقرر شریعت کی رُو سے واجب ہے۔اگر چہ نفس نکاح اس کے بغیر بھی ممکن ہے مگر مہر کی ادائیگی واجب رہے گی۔

۲۔مہر کی رقم معاف بھی کرائی جاسکتی ہے تاہم اس کا ادا کرنا واجب ہے۔معاف کرانے کی صورت میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ عورت خود اپنی خوشی سے معاف کرے یا ہبہ کردے تو یہ جائز ہے اور یہ مہر کی رقم عورت ہی معاف کرسکتی ہے۔

۳۔جب کوئی عورت مہر میں سے کچھ حصہ ہبہ کردے تو اسے استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

۴۔اسی طرح یہ بھی واضح ہوا کہ مہر میں عقد نکاح کے بعد باہمی رضامندی سے کمی بیشی بھی جائز ہے۔

۵۔مہر کی مقدار فقہا احناف کے نزدیک ۱۰ درہم ہے جو روایات سے ثابت ہے جب کہ بعض روایات جن میں دس درہموں سے کم مہر کا ثبوت ملتا ہے۔ انہیں علماء احناف مہر معجّل پر محمول کرتے ہیں۔

۶۔مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے سرپرست، اگر سرپرستوں نے مہر وصول کرلیا تو ان پر لازم ہے کہ اس مہر کو مستحق عورت تک پہنچادیں۔

سفارشات

۱۔مہر کی اہمیت واضح کرنے کے لیے مختلف تعلیمی اور سماجی اداروں میں سیمینار منعقد کرائے جائیں۔جہاں مہر کے حوالہ سے پائی جانے والی خامیوں کے بارے میں آگاہی مل سکے اور ان کا تدارک کیا جاسکے۔

۲۔محض دکھلاوے کے لیے بھاری بھر کم مہر کے تقرر سے اجتناب کیا جائے۔

۳۔جبراً عورت سے مہر معاف کروانا درست نہیں ہے، اس سلسلے میں مرد و زن دونوں کو آگاہ کرنا چاہیے۔

۴۔مہر کا تقرر بطور عرف اور رواج کے نہ ہو بلکہ اسے شرعی فریضہ سمجھ کر متعین کیا جائے اور اسے ادا کیا جائے۔

۵۔برائے نام اور معینہ مقدار سے کم مہر کا تقرر بھی نہیں ہونا چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت، دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ج:۱۰/ص ۱۹۷

۲۔ الموسوعۃ الفقیہہ الکویتیہ (الکویت، صادر عن وزارۃ الاوقاف الشئون الاسلامیہ، دار السلاسل، سن ندارد)، ج۳۹/ص ۱۵۱۔

۳۔ النساء:۴/ ۱۲۷۔

۴۔ سعیدی، غلام رسول، بتیان القرآن (لاہور، فرید بک سٹال، سن ندارد)، ج:۲/ص ۸۱۲۔۸۱۳۔

۵۔ النساء:۴/۳۔

۶۔ سعیدی، غلام رسول، بتیان القرآن، ۲۰۱۲ء، ج:۲/ص ۵۴۶۔

۷۔ اس سے مراد ''دل کو نرم کرنا، کسی کی دل جوئی کرنا'' ہے۔

۸۔ الرازی،فخر الدین،ابوعبداللہ محمد بن عمر،مفاتیح الغیب (بیروت،داراحیاالتراث العربی،سن ندارد)،ج:۹/ص۴۹۲

۹۔ النساء:۴/۴۔

۱۰۔ تبیان القرآن،ج:۲/ص۵۴۷۔ ۱۱۔ ایضاً،ج:۲/ص۵۶۷۔ ۱۲۔ النساء:۴/۴۔

۱۳۔ تبیان القرآن،ج :۲/ص۶۲۰۔ ۱۴۔ الاحزاب:۳۳/۵۰۔ ۱۵۔ تبیان القرآن،ج :۲/ص۵۷۰۔

۱۶۔ البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،بیروت،دارالکتب العلمیہ،۱۴۱۲ھ،رقم الحدیث:۲۷۶۳۔

۱۷۔ ایضاً،رقم الحدیث:۵۱۵۵،۵۱۶۷

۱۸۔ ابن حنبل،الامام،احمد بن محمد،مسند(بیروت،داراحیاالتراث العربی،۱۴۱۵ھ)،رقم الحدیث:۱۸۹۳۲

۱۹۔ مسلم بن الحجاج،النیشاپوری،ابوالحسن،المتوفی ۲۶۱ھ(بیروت المسند الجامع الصحیح،دارالکتب العلیہ،۱۴۱۲ھ)رقم الحدیث:۱۴۲۶

۲۰۔ تبیان القرآن،ج:۲/ص۶۶۸۔

۲۱۔ الترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(بیروت،دارالغرب الاسلامیہ،۱۹۹۸م)رقم الحدیث:۱۱۱۴،۱۱۱۷

۲۲۔ تبیان القرآن،ج:۲/ص۵۷۰

۲۳۔ الجصاص ابوبکر احمد بن علی الرازی،احکام القرآن(بیروت،دارالکتاب العربی،سن ندارد)ج:۲/ص۱۴۰،ج ۳/ص۸۶

۲۴۔ السرخسی،شمس الائمۃ،محمد بن احمد،المبسوط(بیروت،مطبوعہ دارالمعرفہ،۱۴۱۴ھ)/۱۹۹۳م،ج۵/ص۸۱

۲۵۔ سعیدی،غلام رسول،تبیان القرآن،ج:۲/ص ۵۷۶۔۵۷۵

۲۶۔ ابوداؤدسلیمان بن الاشعث،سنن ابی داؤد(بیروت،المکتبۃ العصریۃ،سن ندارد) کتاب النکاح،باب فی الرجل یدخل بامراتہ قبل ابن ینقد ھاشیئا،رقم الحدیث۲۱۲۶،۱۲۵۔

۲۷۔ ایضاً،رقم الحدیث:۲۱۲۸۔ ۲۸۔ النساء:۴/۲۴۔ ۲۹۔ تبیان القرآن ج:۲/ص۶۲۰۔

۳۰۔ البقرہ:۲/۲۳۷۔

۳۱۔ تبیان القرآن،ج:۱/ص۸۹۲۔ ۳۲۔ النساء:۴/۵۔ ۳۳۔ تبیان القرآن،ج:۲/ص۵۴۷۔

۳۴۔ النساء:۴/۲۴۔ ۳۵۔ تبیان القرآن،ج:۲/ص۶۲۰

۳۶۔ ابن کثیر،تفسیر ابن کثیر(ریاض،مکتبۃ دارطیبۃ للنشر والتوزیع،۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م)ج:۲/ص۲۱۳۔